دستور العمل

برائے اسلامی زندگی

تحریر:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مرتب:

محمد ارمغان ارمان

دار الاشرف
فیصل آباد، پاکستان

دَستُورُالعَمَل

برائے اسلامی زندگی

تحریر:

حکیم الاُمّت مُجدِّدُ المِلّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قُدِّسَ سِرُّہٗ

(م ۱۳۶۲ھ)

مُرَتِّب:

محمد ارمغان ارمانؔ

دارُالاَشرف

فیصل آباد، پاکستان

تفصیلِ کتاب

سلسلۂ برقی نشر و اشاعت نمبر:۱

نام کتابچہ: دستورالعمل برائے اسلامی زندگی

تحریر: حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مُرَتِّب: محمد ارمغان ارمانؔ

صفحات: ۹

اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۳ء

ناشر: دارُالاَشرف، فیصل آباد، پاکستان

Dar-ul-Ashraf, Faisalabad, PAK.
0308 42 80 592 | armanfsd@yahoo.com

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

حکیم الاُمّت مُجدِّدُ المِلّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قُدِّسَ سِرُّہٗ (م۱۳۶۲ھ) نے "بہشتی زیور" کے ساتویں حصّہ میں پِیری مُریدی کے باب میں "مُرید بلکہ ہر مسلمان کو اِس طرح رات دن رہنا چاہیے" کے عنوان سے ایک نہایت آسان، جامع اور مفید دَستور العمل تحریر فرمایا ہے' جو چالیس نِکات پر مشتمل ہے، اِس دستور العمل میں درج رہنماہدایات پر اگر ہم خُلوصِ دل اور اِہتمام کے ساتھ عمل کریں' تو اِس کی برکت سے ہم ایک بہترین اخلاق و کردار والے مسلمان بن سکتے اور نسبتِ مع اللہ کی عظیم الشان دولت حاصل کرسکتے ہیں، اِنۡ شَآءَاللّٰہُ الۡعَزِیۡز۔

مَخدومی و مُشفِقی حضرت شاہ ڈاکٹر عبد المقیم رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ (م۱۴۴۱ھ) کی حیات میں احقر نے اِس دستور العمل کو ایک چار وَرقی پمفلٹ کی صورت میں مُرتَّب کیا تھا' تاکہ اِسے چھپوا کر عام کیا جائے، مگر بعض کُتُب ورَسائل پر کام وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہونے سے رہ گیا۔ اب مسلمانوں کے موجودہ قابلِ افسوس دینی، اخلاقی اور رُوحانی حالات کے پیشِ نظر مذکورہ دستور العمل کی ضرورت واَہمیّت کا احساس کرتے ہوئے اِسے اَز سَر نَو **"دستور العمل برائے اسلامی زندگی"** کے نام سے مُرتَّب کیا اور حاشیہ میں ضروری الفاظ کا مطلب اور عبارت کی توضیح و تشریح بھی لکھ دی' تاکہ دُرست مفہوم سمجھنے میں کسی کو کوئی دُشواری' یا غلط فہمی نہ ہو۔ مُشفِقی و مُحِبّی فقیہِ وقت حضرت مفتی سیّد عبد القُدُّوس تِرمذی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے اِس رسالہ کو مُلاحظہ فرما کر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کاوِش کو قبول اور ہمیں اِس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محمد ارمغان ارمانؔ

۲۱؍ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۸؍ ستمبر ۲۰۲۳ء

ہر مسلمان کو اِس طرح رات دِن رہنا چاہیے

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم[۱] حاصل کرے؛ خواہ کتاب[۲] پڑھ کر، یا عالموں[۳] سے پوچھ پاچھ کر۔

(۲) سب گُناہوں سے بچے۔

(۳) اگر کوئی گُناہ ہو جائے، فوراً توبہ[۴] کرے۔

---

۱ عملی زندگی میں کامیابی کے لیے بقدرِ ضرورت علم حاصل ہونا لازمی ہے، اپنے مالکِ حقیقی کی مَرضیات ونامَرضیات کی پہچان، اچھّے وبُرے میں تمیز اور صحیح وغلط میں فرق اِسی کی بدولت ہوتا ہے، منزلِ مقصود کی راہ علم کی روشنی میں طے ہوتی ہے؛ پھر اِس حاصل کردہ علم کو دِل میں اُتارنے کے لیے کسی سچّے اہلِ دل کی صحبت بھی ضروری ہے، کیوں کہ عمل کا جذبہ اور پختگی صحبت سے پیدا ہوتی ہے، اصلاح وتربیّت کا تعلق صحبت سے ہے؛ صحابہ نے جو کچھ پایا، وہ صحبت سے ہی پایا ہے۔

۲ کتاب صحبت کے قائم مقام ہے؛ اچّھی کتاب اچّھی صحبت اور بُری کتاب بُری صحبت کا اثر رکھتی ہے، اِس لیے کتاب کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، ہر قسم اور ہر ایک کی کتاب' یا تحریر کا مطالعہ نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ بعض دیکھنے میں بڑی اچّھی اور پُرکشش' مگر دین واِیمان کے لیے زہرِ قاتل ہوتی ہیں؛ اہلِ باطل، گمراہ اور آزاد آدمی کی کتاب دیکھنے سے اگر کوئی شک وشُبہ اور اِعتراض دِل میں بیٹھ گیا' تو پھر آپ سے اُس کا حل نہ ہو سکے گا' یا مشکل پیش آئے گی؛ اور کچھ نہیں! تو کم از کم ایسے مُصنّف کے قلب کا بُرا اثر آپ کے دِل پر ضرور ہو گا۔

اِس لیے کتاب کا از خود انتخاب کرنے کے بجائے اپنے اُستاد، شیخ' یا کسی عالم (جو مستند وماہر اور پابندِ شریعت وسُنّت ہوں) سے مشورہ اور رَہنمائی لینا بہتر اور مفید ہے، اگر کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو' تو پھر خوب چھان پھَٹک کر اپنی مناسبت واِستعداد کے مطابق اچّھی کتاب منتخب کرے اور دَورانِ مطالعہ جس بات کی سمجھ نہ آئے، اُسے اہلِ علم سے پوچھ کر سمجھ لے' یا کتاب کے حواشی اور شرح وغیرہ دیکھ لے، خود سے قیاس آرائی' یا مفہوم اخذ نہ کرے، تاکہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔

۳ کس طرح کے عالم سے پوچھنا چاہیے؟ اِس میں بھی اُنھی اُصول کو مدِّ نظر رکھا جائے' جو گزشتہ حاشیہ میں بیان ہوئے۔

۴ توبہ کے لیے چار چیزیں لازم ہیں' اِن کے بغیر توبہ صحیح نہیں ہو گی: (۱) گُناہ کو بُرا سمجھ کر فوراً تَرک کرنا، (۲) خطا پر شرمندہ ہونا، (۳) آئندہ کے لیے پختہ ارادہ کرنا کہ اب یہ گُناہ نہ کریں گے اور خواہش ہونے کے وقت نفس کو روکنا، (۴) خطا کی تلافی کرنا، یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے' جیسے: نماز، روزہ وغیرہ قضا ہوا ہے، تو اُس کی قضا کرے؛ اور اگر وہ بندوں

(۴) کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان سے' یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی بُرائی نہ کرے۔

(۵) مال کی مَحبّت اور نام کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچّھے کھانے' کپڑے کی فِکر میں رہے۔

(۶) اگر اِس کی خطا پر کوئی ٹوکے 'تو اپنی بات نہ بنائے، فوراً اِقرار اَور توبہ[۵] کرلے۔

(۷) بِدون سخت ضرورت کے سفر نہ کرے؛ سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں، بہت سے نیک کام چُھوٹ جاتے ہیں، وظیفوں میں خَلَل پڑ جاتا ہے، وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔

(۸) بہت نہ ہنسے، بہت نہ بولے، خاص کر' نا مَحرم[۶] سے بے تکلّفی کی باتیں نہ کرے۔

(۹) کسی سے جھگڑا' تکرار نہ کرے۔

(۱۰) شَرع[۷] کا ہر وقت خیال رکھے۔

(۱۱) عبادت میں سُستی نہ کرے۔

کے حقوق سے متعلق ہے' جیسے: ظلم کرنا، حق مارنا وغیرہ، تو اُن کو معاف کرائے' یا ادا کرے؛ اور جو ویسے ہی گُناہ ہیں، اُن پر خوب کُڑھے، روئے' یا رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔ قلب کا انتہائی غمگین اور نادِم ہونا قبولیتِ توبہ کی علامت ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور، تعلیم الدین، رُوح کی بیماریاں اور اُن کا علاج)

۵ یعنی اپنی غلطی اور بھول چُوک کا فوراً اعتراف کرتے ہوئے اُس پر شرمندگی کا اظہار اور آئندہ اُس سے باز رَہنے کا عہد کرے، حیلے بہانے اور بحث و تکرار سے کام نہ لے۔

۶ نامَحرم سے مُراد وہ رشتے' جن سے کبھی بھی نِکاح ہو سکتا ہے، اُن سے پردہ فرض ہے، وہ یہ ہیں:

مَرد کے لیے: نَسبی رشتہ میں چچی، ممانی، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، بھتیجے کی بیوی، بھانجے کی بیوی؛ اور سُسرالی رشتہ میں بھابھی، سالی (بیوی کی بہن)، بیوی کی بھابھی، بیوی کی چچی، بیوی کی پھوپھی، بیوی کی ممانی، بیوی کی خالہ، بیوی کی بھانجی، بیوی کی بھتیجی وغیرہ۔

عورت کے لیے: نَسبی رشتہ میں پھوپھا، خالو، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، بھتیجی کا شوہر، بھانجی کا شوہر؛ اور سُسرالی رشتہ میں بہنوئی، دیور، جیٹھ، نَندوئی (شوہر کا بہنوئی)، شوہر کا چچا، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا ماموں، شوہر کا خالو، شوہر کا بھانجا، شوہر کا بھتیجا وغیرہ۔

اِسی طرح عَلّاتی (سوتیلے) اور رَضاعی (دُودھ شریک) رشتوں میں بھی مَحرم اور نامَحرم ہیں، البتہ منہ بولے رشتے اور منگیتر کی حیثیت شرعاً اجنبی کی ہے، اِس لیے یہ نامَحرم ہی ہیں۔ (مستفاد: علم الفقہ: ۷۱۶-۷۲۶ حصہ ششم، نیز دیکھیے: آپ کے مسائل اور اُن کا حل: جلد ۵ و ۸ وغیرہ)

۷ احکامِ دین۔

(۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔[۸]

(۱۳) اگر اَوروں سے ملنا جُلنا پڑے، تو سب سے عاجز[۹] ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے، بَڑائی نہ جتلائے۔

(۱۴) اور اَمیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔

(۱۵) بد دین آدمی سے دُور بھاگے۔

(۱۶) دوسروں کا عَیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عَیبوں کو دیکھا کرے اور اُن کی دُرستی کیا کرے۔

(۱۷) نماز کو اچّھی طرح، اچّھے وقت، دِل سے، پابندی کے ساتھ اَدا کرنے کا بہت خیال رکھے۔

(۱۸) دِل، یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے، کسی وقت غافل نہ ہو۔[۱۰]

---

۸ یعنی اپنے فرائض ادا کرنے اور ضروری کام سرانجام دینے کے ساتھ حسبِ فُرصت اللہ کے لیے خلوت کا وقت بھی ضرور رکھے، اِس سے قلب کی صفائی ہوتی ہے۔ البتہ اگر تنہائی کے لمحوں میں کبھی کسی گُناہ کا خیال، یا اُس میں لگنے کا خطرہ ہو، تو پھر فوراً کسی اچّھی صحبت اور مجلس میں چلا جائے، یا کسی مُباح کام میں لگ جائے، اُس وقت تنہا نہ رہے، کیوں کہ اپنے نفس پر بھروسہ بالکل نہیں کرنا چاہیے، اسبابِ گُناہ اور مَواقعِ گُناہ سے دُور رَہنے میں ہی عافیت ہے۔

۹ یعنی تواضع واِنکساری اور اچّھے اخلاق کے ساتھ مِلے جُلے۔

۱۰ انسان کے دِل میں جس شَے کی مَحبّت زیادہ ہوتی ہے، اُسی کا ذکر وہ کثرت سے کرتا ہے، پس جب دِل میں اللہ کی مَحبّت سب سے زیادہ ہوگی، تو پھر اُسی کی یاد اور تذکرے ہر وقت ہوں گے، کسی وقت غفلت نہیں ہوگی۔

ذِکر کا معنیٰ "یاد" ہے اور اللہ کی یاد زبان، دِل اور اَعضاء وجَوارِح تینوں کو شامل ہے، محض اَذکار واَوراد میں منحصر نہیں۔ (۱) زبان کا ذکر تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، استغفار، دُرود وسَلام، تلاوتِ قرآن، دُعا، نماز میں قرأت وتسبیح وغیرہ ہے، اِسے "ذکرِ لِسانی" یا "ذکرِ قولی" کہتے ہیں۔ (۲) دِل کا ذکر اللہ کی طرف توجّہ رکھنا، ماسوا اللہ سے پاک رکھنا، اللہ ورَسول کے احکام پر چلنے کا پختہ ارادہ ونیّت کرنا، اللہ کا خوف واُمید رکھنا، اللہ کی مخلوقات، عجائبات، نشانیوں اور نعمتوں میں غور وفکر کرنا ہے، تاکہ اپنے حقیقی خالق ومالک کی معرفت حاصل ہو اور اُس کی عظمت، قدرت، حکمت، کمال، وَحدانیت اور رُبوبیّت کا علم ہو، اِسے "ذکرِ قلبی" یا "ذکرِ خَفی" کہتے ہیں۔ (۳) اور اَعضاء وجَوارِح کا ذکر اللہ ورَسول کے احکام کو پورا کرنے میں لگنا ہے، جیسے: نماز، روزہ، زکوٰۃ، فرائض کی ادائیگی، دعوت وتبلیغ، دَرس وتدریس، وَعظ ونصیحت، خدمتِ خلق، کسبِ مَعاش، گُناہوں اور نافرمانی سے بچنا وغیرہ، اِسے "ذکرِ فعلی" کہتے ہیں۔ امام شمس الدین ابوالخیر محمد ابنِ جزَری رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

"كُلُّ مُطِيعٍ لِّلّٰهِ تَعَالٰى فِيْ عَمَلٍ، فَهُوَ ذَاكِرٌ". (الحِصنُ الحَصِین: ۲۶، آدابُ الذِّکر)

(۱۹) اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دِل خوش ہو' تو اللہ تعالیٰ کا شُکر بجالائے۔

(۲۰) بات نرمی سے کرے۔

(۲۱) سب کاموں کے لیے وقت مقرر کرلے اور پابندی سے اُس کو نبا ہے[۱۱]۔

(۲۲) جو کچھ رَنج و غم، نقصان پیش آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اَور یوں سمجھے! کہ اِس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔

(۲۳) ہر وقت دِل میں دُنیا کا حساب کتاب اور دُنیا کے کاموں کا ذکر مَذکور نہ رکھے، بلکہ خیال بھی اللہ ہی کا رَکھے۔[۱۲]

ترجمہ: "کسی بھی عمل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ذاکر (اللہ کا ذکر کرنے والا) ہے"۔

نوٹ: آج کل اذکار واَوراد وَغیرہ پڑھنے میں اعتدال رکھنا چاہیے، کیوں کہ مشائخ فرماتے ہیں کہ اِس زمانے میں صحتیں اِس قابل نہیں کہ ہر وقت' یا کثرت سے زبان سے ذکر کیا جائے؛ ذکر کی رُوح "تقویٰ" ہے اور وَلایت اِسی پر مَوقوف ہے، اِس لیے ہر وقت' یا کثرت کے بجائے بقدرِ تحمل ذکر کیجیے اور اصل اہتمام اور خیال ہر وقت یہ ہونا چاہیے کہ ہمارا کوئی سانس' کوئی لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی اور غفلت میں نہ گُزرے۔ اگر زبان پر ذکر اور ہاتھ میں تسبیح ہے، لیکن آنکھوں سے بد نظری کر رہا ہے' یا زبان سے کسی کو اَذیّت پہنچا رہا ہے' یا کسی کا نقصان کر رہا ہے، تو ایسا شخص اصلی و حقیقی ذاکِر نہیں ہے، اگرچہ ذکر ہر حالت میں مفید اور پُر تاثیر ہے، لیکن اِس کا پورا فائدہ اور اَثر تَرکِ معصیت سے حاصل ہوتا ہے۔ (مستفاد مِن کُتُبِ اکابر)

[۱۱] انجام کو پہنچائے، پورا کرے۔

[۱۲] یعنی دِل کا دھیان اور لگاؤ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے مَولیٰ کے ساتھ رکھنا چاہیے اور یہ کام کچھ مشکل نہیں، بقول مُرشِدی شاہ حکیم محمد اختؔر قدس سرہٗ (م ۱۴۳۴ھ): جیسے بیت الخلاء میں ہم ضرورت پوری کرنے جاتے ہیں، اُس سے دِل نہیں لگاتے؛ ایسے ہی دُنیا کے کام کیجیے، بس دِل میں دُنیا نہ ہو، دِل کو خالص محبوبِ حقیقی کے لیے رکھیے، یہ اُسی کی طرف متوجّہ اور اُسی کی یاد سے بَسا رہے، اِسی کو کہا گیا ہے ؏

دَست بَہ کار و دِل بَہ یار

ترجمہ: "ہاتھ کام میں اور دِل دوست میں مشغول ہے"۔ اور مولانا رُومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ؎

آب دَر کشتی، ہلاکِ کشتی ست
آب اندر زیرِ کشتی، پُشتی ست

ترجمہ: "کشتی کے اندر پانی آجانا' کشتی کی تباہی ہے اور کشتی کے نیچے پانی کا رَہنا' اُس کے چلنے میں مدد ہے"۔ یعنی دُنیا کی مَحبّت دِل میں داخل نہ ہونے پائے، دِل کے باہر رہے، اللہ و رَسول کی مَحبّت اور دین و آخرت کے مقابلہ میں دُنیا مغلوب رہے' تو یہ دُنیا آپ کے لیے مَذموم اور مُضِر نہیں، بلکہ دین و آخرت کے لیے مددگار اور مفید ہو گی۔ (مستفاد مِن مُرشِدی وغیرہ)

(۲۴) جہاں تک ہوسکے، دوسروں کو فائدہ پہنچائے؛ خواہ دُنیا کا' یا دِین کا۔

(۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور' یا بیمار ہو جائے، نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سُستی ہونے لگے۔

(۲۶) خدائے تعالیٰ کے سِوا کسی سے طمع نہ کرے، نہ کسی طرف خیال دوڑائے کہ فُلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔

(۲۷) خدائے تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔[۱۳]

(۲۸) نعمت تھوڑی ہو' یا بہت، اُس پر شُکر بجالائے اور فَقر وفاقہ سے تنگ دِل نہ ہو۔

(۲۹) جو اِس کی حکومت[۱۴] میں ہیں، اُن کی خطا و قصور سے دَر گُزر کرے۔

(۳۰) کسی کا عَیب معلوم ہو جائے' تو اُس کو چھپائے، البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے' تو اُس شخص سے کہہ دو۔

(۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور دُرویشوں کی خدمت کرے۔

(۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔[۱۵]

(۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے۔

(۳۴) موت کو یاد رَکھے۔

(۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دِن بھر کے کاموں کو سوچا کرے؛ جو نیکی یاد آئے' اُس پر شُکر کرے، گُناہ پر توبہ کرے۔

(۳۶) جُھوٹ ہر گز نہ بولے۔

(۳۷) جو محفل خلافِ شَرع ہو، وہاں ہر گز نہ جائے۔

---

۱۳ یہ "بے چینی" (شوق، تڑپ) ہر طرح کے گُناہوں سے بچنے سے پیدا ہوتی ہے، پس جس قدر تقویٰ اور اِتّباعِ شریعت وسُنّت بڑھے گا' اُسی قدر تعلق مع اللہ کی دولت بڑھے گی۔

۱۴ اختیار، تَسلُّط۔ یعنی جو آپ کے ماتحت اور زیرِ نگرانی ہیں' جیسے: بیوی بچّے، مُلازم، متعلقین وغیرہ۔

۱۵ جو لوگ دین سے دُور، بے زار اور معترض ہیں، اُنھیں چاہیے کہ سچّے اہلِ دین کی صحبت میں بیٹھا کریں، اِن کی برکت سے ایسے لوگوں میں بھی دین سے مناسبت اور مَحبّت پیدا ہو جائے گی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز؛ البتہ یہ صحبت کبھی کبھار نہ ہو، مسلسل ہو، چاہے تھوڑے وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

(۳۸) شرم وحیا اور بُردباری سے رہے۔

(۳۹) اِن باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔

(۴۰) اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔[۱۶]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

* * * * * * *

سختیِ رَہ سے نہ ڈر، اِک ذرا ہِمّت تُو کر
گامزن ہونا ہے مشکل، راستہ مشکل نہیں
کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
اِبتدا کرنا ہے مشکل، اِنتہا مشکل نہیں

حضرت خواجہ عزیز الحسن مَجذوبؔ رحمہ اللہ تعالیٰ
(کشکولِ مجذوب:۲۷۶)

---

[۱۶] نیک راہ پر قائم رہنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ خاتمہ بھی ایمان پر ضرور فرمائیں گے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز۔ نیک راہ ملنا اور اُس پر چلنا بڑی دولت ہے، لیکن اصل چیز اِستقامت 'یعنی اُس پر قائم رہنا ہے، پھر ہی منزلِ مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے، اِس قرآنی دُعا میں ہمیں یہی مانگنا سکھایا گیا ہے:

"رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ". (آل عمرٰن:۸)

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار! ہمارے دِلوں کو کج [ٹیڑھا] نہ کیجیے بعد اِس کے کہ آپ ہم کو (حق کی طرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہِ مستقیم پر ہم قائم رہیں)، بِلاشُبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں"۔ (بیان القرآن)

مُرشِدی شاہ حکیم محمد اختؔر قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ یہ اِستقامت حُسنِ خاتمہ کو لازم ہے، کیوں کہ حُسنِ خاتمہ اور اِستقامت علی الدین دونوں نعمتیں مترادف ہیں اور لازم و ملزوم ہیں، پس معلوم ہوا کہ اِس دُعا میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔

مسلمانوں کی ترقّی کا راز

ارشادِ حکیم الاُمّت مُجدِّد المِلّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قُدِّس سِرُّہٗ

”اگر تم ترقی کرنا چاہو، تو یہ دیکھو! کہ پہلے مسلمانوں کو ترقی کیوں کر ہوئی تھی؟ چُناں چہ جن لوگوں نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی کا حال تاریخ میں دیکھا ہے، وہ خوب جانتے ہیں! کہ اُن حضرات کو محض ''دین کی اِتّباع'' کی وجہ سے ترقی ہوئی؛ وہ دین میں پختہ تھے، اُن کے مُعاملات و مُعاشرت واَخلاق بالکل اسلامی تاریخ کے مطابق تھے، اِس لیے دوسری قوموں کو خود بخود اِسلام کی طرف کشش ہوتی تھی۔

اور کسی نے مقابلہ کیا، تو چُوں کہ اُنھوں نے خدا تعالیٰ کو رَاضی کر رکھا تھا، اِس لیے خدا تعالیٰ اُن کی مدد کرتا تھا۔ یہی تو وجہ ہے! کہ باوجود بے سَروسامانی اور قلّت عَدد وعُدد کے بڑی بڑی سلطنتوں کے اُن سے آنکھ مِلانے کی ہِمّت نہ ہوتی تھی۔“

(کمالاتِ اشرفیہ:۸۶)

دار الاشرف
فیصل آباد، پاکستان